استفتاء

خواتین کی امامت اور مسجد کی جماعت میں ان کے شامل ہونے کا حکم

محترم مفتی صاحب........... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ان مسائل کے بارے میں کہ :-

۱۔ کیا کوئی عورت فرائض یا نوافل میں عورتوں کی امامت کر سکتی ہے؟

۲۔ کیا عورتیں مسجد میں آکر فرض نماز مرد امام کی اقتداء میں ادا کر سکتی ہیں؟

۳۔ کیا عورتیں جمعہ اور عیدین مرد امام کے پیچھے ادا کر سکتی ہیں؟

مندرجہ بالا سوالوں کا تسلی بخش تفصیلی جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

والسلام

محمد ثناء اللہ

الجواب حامدا ومصلیا

۱۔ عورت کی امامت خواہ فرض نماز میں ہو یا نفل نماز میں، کراہت سے خالی نہیں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرتی ہیں:

لا خير في جماعة النساء (مجمع الزوائد: ۱۵۵/۱)

(ترجمہ) عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:

"لاتوم المرأة (المدونة: ۸٦/۱)

ترجمہ :- عورت امامت نہ کرائے۔"

چنانچہ خیر القرون میں بھی اسی پر عمل رہا اور عورتوں کی اجتماعی نمازوں کے اہتمام کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، البتہ جزوی طور پر عہد نبوی میں تین خواتین سے متعلق، روایتوں میں مذکور ہے کہ انہوں نے عورتوں کی امامت کرائی تھی، جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شامل ہیں، مگر یہ محض جزوی واقعات ہیں اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے عام معمول سے ہٹے ہوئے ہیں، لہذا اس سے زیادہ سے زیادہ جواز ثابت ہو سکتا ہے مگر وہ جواز بھی دوسری روایات کی روشنی میں مشروط تھا، اور علماء محققین نے اس کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ یہ روایتیں تعامل امت کے مقابلہ میں اور خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کے مقابلہ میں مرجوح ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ بالا روایت مختلف وجوہات سے راجح ہے۔

صاحب اعلاء السنن حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر نفیس بحث فرمائی ہے، جسکا حاصل یہ ہے کہ:

جن روایات سے حضرات صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی امامت ثابت ہے، ان سے عورتوں کی امامت کا فی نفسہ جائز اور مباح ہونا ثابت ہوتا ہے، یا انہیں اس پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ اس وقت چونکہ عورتوں کو دینی تعلیم اور نماز کا طریقہ سکھانے کی ضرورت تھی، اس ضرورت کے پیش نظر مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن عورتوں کو امامت کراتی تھیں جبکہ دوسری طرف خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا روایات جن میں خواتین کی امامت کی ممانعت مذکور ہے اور وہ تمام روایات جن میں خواتین کیلئے تنہا گھر میں نماز پڑھنا افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے، ان سب روایات سے ایک عمومی حکم ثابت ہوتا ہے کہ تنہا عورت کی امامت مکروہ ہے، اسی وجہ سے فقہاء احناف نے تنہا عورت کی امامت کو مکروہ فرمایا ہے۔ اعلاء السنن کی عربی عبارت یہ ہے:۔

وایضا وجود جماعتهن فی ذلك العصر كان قليلا، ولم يثبت جماعتهن بطريق العادة لهن مع توفرالدواعى الى نيل فضائلها فكون جماعتهن كالمتروك فى ذلك الزمان دليل على انهم كانوا لا يستحسنونها وهوالمراد بالكراهة وبه يشعر كلام الامام محمد فى كتاب الآثار، فذكر اوّلا أثر عائشة ام المؤمنين رضى الله تعالىٰ عنها انها كانت تؤم النساء فى شهر رمضان فتقوم وسطا ثم قال لا يعجبنا أن تؤم المرأة، فان فعلت قامت فى وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة، وهو قول أبى حنيفة۔ قال الشيخ: ومارוى عن أم ورقة غايتها الاباحة، لانيل الفضيلة، ولما كان فيه شبهة الكراهة كان الاحتياط فى الترك، لأن الشى اذا تردد بين المندوب والمكروه كان ترك المندوب أولى، ونظيره تقدم المحرم على المبيح اذا تعارضا اھ۔

قلت: وايضا فان حديث عائشة المذكور اوّل الباب يفيد حكما عاما وقاعدة كلية، وحديث أم ورقة انما ورد فى امرأة بعينها، فأفاد حكما خاصا يتطرق اليه من الاحتمالات مالايتطرق إلى الأوّل فهو أولىٰ......

وفیه ایضا: فان الجمع بینهما ممکن، بان روایتها تدل علی کراهة جماعة النساء وعملها علی نفس الإباحة، وکراهة شيء لاتنافی جوازه کما لا یخفی، فلعلها أمت النساء احیانا لبیان الجواز أولتعلیم النساء صفة الصلاة الخ ۵ا (اعلاء السنن: ٤/ص ٢١٥ـ ٢١٦)

۲۔۳...... اس پُر فتن زمانہ میں عورتوں کو مسجد و عیدگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اگرچہ عورتوں کو نماز باجماعت کیلئے مسجد میں اور عید کی نماز کیلئے عیدگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت تھی لیکن وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، فتنوں سے محفوظ تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس موجود تھے، وحی کا نزول ہوتا تھا نئے نئے احکام آتے تھے، نئے مسلمان تھے، نماز روزے وغیرہ کے احکام سیکھنے کی ضرورت تھی اور سب سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرنیکا شرف حاصل ہوتا تھا، ان وجوہات کی وجہ سے عورتوں کو فی نفسہ مساجد و عیدگاہ میں حاضری کی اجازت تھی، لیکن ان ساری وجوہات کے باوجود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کیلئے اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کو زیادہ باعث فضیلت قرار دیا، اور باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں ستائیس نمازوں کا ثواب، مسجد نبوی میں ادا کرنے پر پچاس ہزار نمازوں کا ثواب اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی عظیم سعادت کے باوجود عورت کیلئے اس کے گھر کی اندرونی کوٹھری کی نماز کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے مقابلہ میں بہتر قرار دیا۔ چنانچہ حضرات ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے:

عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: خیر مساجد النساء قعر بیوتهن (رواه احمد والطبرانی فی الکبیر۔ وقال الحاکم صحیح الاسناد، الترغیب والترهیب: ٢٢٦/١)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کا اندرونی حصہ ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلاة المرأة فی بیتها خیر من صلاتها فی حجرتها، وصلاتها فی حجرتها خیر من صلاتها فی دارها، وصلاتها فی دارها خیر من صلاتها فی مسجد قومها۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط باسنادجید الترغیب والترهیب: ٢٢٦/١)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی وہ نماز جو اس کے کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو دالان میں ہو، اور اسکی وہ نماز جو دالان میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے صحن میں ہو اور اسکی وہ نماز جو گھر کے صحن میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے قبیلہ (محلّہ) کی مسجد میں ہو۔

ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ماصلّت امرأة من صلاة احبّ الى الله من اشدّ مكان فى بيتها ظلمة (رواه الطبرانى: الترغيب والترهيب: ۲۲۷/۱)

(ترجمہ) عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز خدا کے نزدیک وہ ہے جو اس نے اپنے گھر کی بہت ہی تاریک کوٹھری میں پڑھی ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تمنعوا نساء كم المساجد وبيوتهن خير لهن (رواه ابوداؤد، الترغيب والترهيب: ۲۲۶/۱)

(ترجمہ) اپنی عورتوں کو مسجد میں آنے سے نہ روکو مگر ان کا گھر ان کیلئے (مسجد سے) بہتر ہے۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے:

عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لولا ما فى البيوت من النساء والذرية اقمت صلاة العشاء وأمرت فتانى يحرقون ما فى البيوت بالنار۔

(رواه احمد مشكوة المصابيح ص ۹۷)

(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم کرتا کہ (جو لوگ بلاعذر جماعت میں حاضر نہیں ہوتے ان کے) گھروں میں آگ لگادیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے کی سزا ان لوگوں کیلئے تجویز فرمانا چاہتے تھے جن کیلئے جماعت میں حاضر ہونا ضروری تھا اور وہ اس کے باوجود حاضر نہ ہوتے تھے، مگر عورتوں اور بچوں کا گھر میں ہونا گھروں کو جلادینے کی سزا کی تکمیل میں مانع ہوا، عورتوں کا اس حدیث میں ذکر فرمانا اسکی دلیل ہے کہ وہ جماعت میں حاضر ہونے کی مکلف نہ تھیں اور جماعت ان کے حق میں مؤکد نہیں تھی۔ ایک اور حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:۔

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المرأة عورة، وانها اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان وانها لاتكون اقرب الى الله منها فى قعر بيتها (رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله رجال الصحيح، الترغيب والترهيب: ۲۲۶/۱)

(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر

سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور عورت اپنے گھر کے سب سے اندرونی حصے ہی میں اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوتی ہے۔

عن ام حمید امرأۃ ابی حمید الساعدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا انہا جاء ت إلی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت: یا رسول اللّٰہ ! إنّی احب الصلاۃ معك، قال قد علمت انك تحبین الصلاۃ معی، وصلاتك فی بیتك خیر من صلاتك فی حجرتك وصلاتك فی حجرتك خیر من صلاتك فی دارك وصلاتك فی دارك خیر من صلاتك فی مسجد قومك وصلاتك فی مسجد قومك خیر من صلاتك فی مسجدی قال: فامرت فبنی لها مسجد فی اقصیٰ شئی من بیتها واظلمه وكانت تصلی فیه حتی لقیت اللّٰہ عزوجل (رواہ احمد وابن خزیمه وابن حبان فی صحیحها، الترغیب والترھیب: ۲۲۵/۱)

(ترجمہ) حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو، مگر تمہاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھری میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو گھر کے احاطہ میں ہو اور تمہاری وہ نماز جو گھر کے احاطہ میں ہو، اس نماز سے بہتر ہے جو محلہ کی مسجد میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو محلہ کی مسجد میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو میری مسجد میں ہو، چنانچہ (حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) درخواست کر کے اپنے کمرے کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا، نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

ان سب روایات سے چند باتیں صراحۃً ثابت ہوتی ہیں:۔

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو جماعت میں حاضر ہونے کی تاکید نہیں تھی۔

۲۔ عورتوں کا مسجد میں آنا محض اباحت ورخصت کے درجہ میں تھا نہ کہ تاکید یا فضیلت یا سنت واستحباب کے درجہ میں۔

۳۔ باوجود اس رخصت واباحت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور تعلیم ان کیلئے یہی تھی کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دیتے تھے اور فضیلت بیان فرماتے تھے۔

۴۔ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوق ومحبت کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وترغیب پر عمل کرنے ہی کی غرض سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مسجد نبوی کی نماز چھوڑ دی اور پوری عمر اپنے کمرہ کے اندر پڑھتی رہیں اور یہ عین اتباع اور منشا نبوی

کی تکمیل تھی۔

پھر یہ رخصت واباحت بھی ان شرطوں کے ساتھ تھی کہ عورتیں بن سنور کر، لباس فاخرہ زیب تن کر کے، خوشبو لگا کر، بجتا ہوا زیور پہن کر نہیں آئیں، چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

بینما رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جالس فی المسجد، اذ دخلت امرأۃ من "مزینۃ" ترفل فی زینۃ لھا فی المسجد، فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ایھا الناس انھوا نساء کم عن لبس الزینۃ والتبختر فی المسجد، فان بنی اسرائیل لم یلعنوا حتی لبس نساء ھم الزینۃ وتبخترن فی المساجد۔ (ابن ماجہ باب فتنۃ النساء ص ۲۸۸)

(ترجمہ) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اتنے میں قبیلہ "مزینہ" کی ایک عورت زیب وزینت کا لباس پہنے ہوئے اتراتی ہوئی مسجد میں آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کا لباس پہننے اور مسجد میں اترانے سے روک دو، کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کا لباس پہننا اور مسجد میں اترانا شروع کر دیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

کانت تحدث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا شھدت احداکن العشاء فلا تطیب تلک اللیلۃ۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں حاضر ہو تو اس رات خوشبو نہ لگائے۔ (رواہ مسلم: ۱/۱۸۳)

انہی سے دوسری روایت میں ہے:

عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا شھدت احداکن العشاء فلا تمس طیبا۔ (رواہ مسلم، مشکواۃ المصابیح ص ۹۶)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی نماز میں حاضر ہو تو خوشبو نہ لگائے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ ولکن لتخرجن وھن تفلات (رواہ ابوداؤد: ۱/۹۱)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خدا کی بندیوں کو خدا کی مسجد میں آنے

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں عورتوں کی آزادی اور بے احتیاطی ظاہر ہونے لگی اور فتنہ کا اندیشہ ہوا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا کہ اب عورتیں مسجد میں نہ آیا کریں، چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا يباح للشواب منهن الخروج الى الجماعات بدليل ماروى عن عمر رضى الله تعالىٰ عنه انه نهى الشوارب عن الخروج، ولأن خروجهن إلى الجماعة سبب الفتنة والفتنة حرام وما أدى الى الحرام فهو حرام۔

(ترجمہ) جوان عورتوں کیلئے جماعتوں میں حاضر ہونا مباح نہیں، اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرما دیا تھا اور اس لئے بھی کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/۱۵۷، بیان من یصلح للامامۃ فی الجملۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت میں ہے کہ وہ جمعہ کے روز کھڑے ہو کر عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکالتے، (اور ظاہر ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں ہوتا تھا)۔

وكان ابن عمر يقوم يحصب النساء يوم الجمعة يخرجهن من المسجد (عمدة القاري: ۱۵۷/٦، باب خروج النساء الى المساجد)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے اور فرماتے کہ اپنے گھروں کو جاؤ، تمہارے گھر تمہارے لئے بہتر ہیں۔

عن أبى عمرو الشيبانى انه رأى عبدالله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول اخرجن الى بيوتكن خيرلكن (رواه الطبرانى فى الكبير باسناد لابأس به، الترغيب والترهيب: ۲۲۸/۱)

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس فتنہ کو محسوس کیا اور فرمایا:

لوادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنى اسرائيل

(ترجمہ) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حالت دیکھتے جو عورتوں نے اب ایجاد کرلی ہے تو ان کو مسجد میں آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی اور اس کی فضیلت بیان فرمائی، البتہ عورتوں کو مساجد میں آنے کی مشروط اجازت تھی، لیکن آپ کے زمانے کے بعد ہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے حالت بدل گئی اور فتنہ و فساد اور بدنیتی شروع ہوگئی تو پھر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہی عورتوں کو منع کرنا شروع کردیا...... اسی وجہ سے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں کہ عورتوں کیلئے اب اجازت نہیں ہے کہ وہ جماعتوں میں حاضر ہوں بلکہ ان کا گھروں میں نماز پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو افضل اور بہتر تھا، لیکن اب ضروری ہوگیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کے تحت فرماتے ہیں:۔

لو شاهدت عائشة رضی الله تعالىٰ عنها ما احدث نساء هذا الزمان من انواع البدع والمنكرات لكانت اشد انكار ولا سيما نساء مصر، فان فيهن بدعا لاتوصف ومنكرات لا تمنع ...... الى قوله ...... فانظر إلى ما قالت الصديقة رضی الله تعالی عنها من قولها لوادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدث النساء وليس بين هذا القول وبين وفاة النبى صلى الله عليه وسلم إلامدة يسيرة، على أن نساء ذلك الزمان ما احدثن جزأ من الف جزء مما احدثت نساء هذا الزمان ۱

(ترجمہ) اس زمانے کی عورتوں نے جو بدعات و منکرات ایجاد کی ہیں خصوصاً مصر کی عورتوں نے، اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو دیکھتیں تو نہایت شدت سے انکار فرماتیں۔...... آخر میں فرماتے ہیں...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد کا ہے جبکہ اس زمانے میں عورتوں نے جو منکرات ایجاد کی تھیں وہ اس زمانہ کی عورتوں کی ایجاد کردہ منکرات کے مقابلہ میں ہزارواں حصہ بھی نہیں تھیں (اندازہ لگائیے کہ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس زمانہ کی عورتوں کی ایجاد کردہ منکرات دیکھتیں تو کیا حکم لگاتیں)۔ (عمدۃ القاری: ۱۵۸/۶، باب خروج النساء الی المساجد)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی ہجری کی عورتوں کا یہ حال بیان فرمارہے ہیں، آج تو پندرہویں صدی ہے، اس زمانے کی عورتوں کی بے حیائی و بے احتیاطی کی انتہا ہوچکی ہے، پردہ جو قرآنی حکم تھا وہی رخصت ہورہا ہے، اور اس کی جگہ قسم قسم کے فیشن ایبل لباس آچکے ہیں، ایسے پرفتن دور میں عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ آنے کی اجازت دینا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

اب قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

فی الدر المختار (۵٦٦/۱):۔ ويكره حضور هن الجماعة ولو لجمعة وعيدو وعظ مطلقا ولو عجوزا ليلا، على المذهب المفتى به لفساد الزمان۔

وفی البحر الرائق (۳۵۸/۱):۔ ولا یحضرن الجماعات، لقوله تعالیٰ وقرن فی بیوتکن، وقال صلی الله علیه وسلم صلاتها فی قعربیتها افضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیرلهن، ولأنه لایؤمن الفتنة من خروجهن، اطلقه فشمل الشابة والعجوز، والصلاة النهاریة واللیلیة، قال المصنف فی الکافی، والفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلاة کلها لظهور الفساد الخ ۱ھج۔

وفی فتح القدر (۳۱۷/۱):۔ (ویکره لهن حضور الجماعات) واعلم انه صح عنه صلی الله علیه وسلم انه قال لاتمنعوا اماء الله مساجد الله، وقوله اذا استاذنت احدکم امرأته الی المسجد فلا یمنعها، والعلماء حصوه بامور منصوص علیها ومقیسه، فمن الأول ماصح انه صلی الله علیه وسلم قال ایما امرأة اصابت بخورا فلاتشهد معنا العشاء وکونه لیلا فی بعض الطرق فی مسلم: لا تمنعوا النساء من الخروج إلی المساجد الا باللیل، والثانی حسن الملابس، ومزاحمة الرجال، لأن اخراج الطیب لتحریکه الداعیه، فلما فقد الآن منهنّ هذا، لانهن یتکلفن للخروج مالم یکن علیه فی المنزل منعن مطلقا ا ھ۔ وفی الهندیه (۸۹/۱):۔ والفتوی الیوم علی الکراهة فی کل الصلوات لظهورا الفساد، کذا فی الکافی وهوالمختار کذا فی التبیین ا ھج

خلاصہ یہ کہ اس زمانے میں عورتوں کیلئے مسجد کی جماعتوں میں یا عید گاہ میں حاضر ہونا مکروہ تحریمی ہے اور جن روایات میں مسجد میں آنے کی آجازت دی گئی ہے اولاً تو وہ محض اباحت و رخصت کے درجہ میں تھی، ثانیاً یہ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور فتنہ سے خالی زمانہ میں تھی، لہٰذا اس پرفتن دور میں عورتوں کو مسجد وعید گاہ لانے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانہ سے استدلال کرنا درست نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۶-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۱۷-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۱۷ ربیع الثانی ۲۱ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح
[illegible]
۲۰-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۴-۵-۱۴۲۱ھ

۲۰-۴-۱۴۲۱ھ

مفتی | نائب مفتی | دار الافتاء